انھیں اب یہ سمجھ میں آیا کہ بابا کے ان الفاظ کا مطلب کیا تھا کہ ''گورو کو لاؤ آج ہم زعفران کے رنگ کے کپڑے پہنیں گے'' بابا کی لیلا ایسی عجیب وغریب ہے۔

ایک ڈاکٹر

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک گاؤں کا معاملہ دار اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے ساتھ شرڈی آیا لیکن شرڈی آنے سے پہلے کہنے لگا کہ اُس کے دیوتا 'شری رام' ہیں اس لیے وہ ایک مُسلمان فقیر کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ چنانچہ وہ شرڈی جانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ معاملہ دار نے اس سے کہا کہ اگر وہ خود وہاں نہیں جانا چاہتا تو کوئی بات نہیں وہ اُس کے ساتھ اس کے ساتھی کے طور پر چلیں۔ انھیں جھکنے کے لیے کوئی بھی مجبور نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ دونوں شرڈی آئے اور مسجد میں بابا کے درشنوں کے لیے گئے۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ ڈاکٹر نے سب سے آگے چلتے ہوئے بابا کو سلام کیا۔ بابا نے اس سے دریافت کیا کہ اپنا فیصلہ اور ارادہ بھول کر وہ کیوں ایک مسلمان فقیر کے سامنے جھُکا؟ اس پر ڈاکٹر نے جواب دیا کہ اس نے اپنے گورو شری رام کو ان کی سیٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا اس لیے اس نے ان کو سجدہ کیا۔ پھر جب وہ یہ کہہ رہا تھا اس نے پھر سائی بابا کو وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ مایوس ہو کر اس نے دریافت کیا کہ کیا یہ خواب ہے۔ وہ کیسے ایک مسلمان ہو سکتا ہے۔ یہ ضرور ایک بڑا یوگی ہے۔ اگلے دن اس نے قسم کھا کر روزہ رکھنا شروع کیا اور مسجد میں جانا چھوڑ دیا۔ اس نے سوچا جب تک بابا اس کو اپنی نظرِ کرم سے نہیں نوازیں گے وہ دوار کا مسجد نہیں جائے گا۔ چوتھے دن اس کا ایک قریبی دوست ''خاندیش'' سے آیا اور اس کے ساتھ وہ بابا کے پاس گیا۔ سلام دعا کے بعد بابا نے اس سے دریافت کیا کہ کیا اسے کوئی بلا کر وہاں سے لایا ہے؟ یہ اہم سوال سن کر ڈاکٹر پسیج گیا۔ اس رات کو بابا نے اس کو اپنی دعا سے نوازا۔ پھر وہ خوشی خوشی گھر لوٹ آیا اور بابا کا پکا بھگت بن گیا۔

آؤ۔ باپو صاحب بوٹی خود گئے اور جب انھوں نے بابا کا پیغام انھیں دیا تو وہ خود بہت حیران تھے شاستری نے اپنے دل میں سوچا کہ میں وہ خود خالص اگنی ہوتری براہمن ہوں میں کیوں دکشنا دوں۔ بابا چاہے عظیم ولی ہوں پر میرا ان پر کوئی دارومدار نہیں ہے۔ لیکن بابا جیسا ولی چوں کہ دکشنا مانگ رہا تھا اور وہ بھی ایک کروڑپتی کے ذریعے اس لیے وہ انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ اپنا معمول ادھورا چھوڑ کر وہ فوراً بوٹی کے ساتھ دوار کا مسجد کے لیے روانہ ہو گئے۔ خود کو مقدس اور مسجد کو اپنے برعکس سمجھتے ہوئے کچھ دوری پر رک گئے اور اپنے ہاتھوں کو جوڑ کر بابا پر پھول پھینکے۔ پھر اچانک اس نے کیا دیکھا کہ بابا کی جگہ ان کے اپنے گرو "گھولپ سوامی" وہاں بیٹھے تھے۔ وہ حیران و ششدر ہو گئے۔ کہیں یہ خواب تو نہیں؟ یہ خواب نہیں کیوں کہ وہ پوری طرح بیدار تھے۔ ان کے آں جہانی گورو کیسے وہاں ہو سکتے تھے؟ کچھ دیر کے لیے وہ بات بھی نہ کر سکے۔ انھوں نے اپنے تن پر چٹکی لے کر ایک بار پھر دیکھا پر وہ اس بات کو مان نہ سکے کہ اُن کے آں جہانی گورو وہاں ہو سکتے ہیں اور وہ بھی مسجد میں۔ بالآخر سارے شکوک و شبہات ترک کر کے وہ اوپر جا کر اپنے گورو کے قدموں پر گر پڑے اور پھر ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ لوگ بابا کی آرتی گاتے رہے لیکن مولے شاستری بڑے زور سے اپنے گورو کا نام جپتے رہے وہ سارے غرور اور بڑی ذات سے تعلق رکھنے کے تکبر کو ترک کر کے گورو کے قدموں پر پھر گر پڑے۔ جب کھڑے ہو کر انھوں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو بابا کو دکشنا مانگتے ہوئے دیکھا۔ بابا کے مبارک روپ کو دیکھ کر اور اُن کی ناقابلِ فہم طاقت کا اندازہ کر کے مولے شاستری خود کو بھول گئے انھیں بے انتہا خوشی کا احساس ہو رہا تھا اور اُن کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ انھوں نے ایک بار پھر بابا کو سلام کیا اور دکشنا دی۔ انھوں نے کہا کہ "میرے تمام شکوک دور ہو گئے اور میں نے اپنے گورو کو دیکھا ہے" بابا کی یہ عجیب و غریب لیلا دیکھ کر شاستری سمیت سبھی لوگ متاثر ہوئے۔

کے عین مطابق تھے۔ ناناصاحب کی تجویز کی بابا کے الفاظ نے تردید کر دی تھی۔

ناسک کے مُولے شاستری

ناسک کے ایک کٹّر اگنی ہوتری براہمن کا نام "مولے شاستری" تھا۔ انھوں نے چھ شاستروں کو پڑھا تھا اور علمِ نجوم اور جوتش کے ماہر تھے۔ وہ ایک بار باپو صاحب بوٹی جو ناگپور کے کروڑ پتی آدمی سے مل کر شرڈی آئے۔ کچھ دوسرے حضرات کے ساتھ وہ بابا سے ملنے کے لیے مسجد گئے۔ بابا نے اپنے پیسے سے پھل اور بہت سی دُوسری کھانے کی چیزیں خریدیں اور انھیں مسجد میں موجود لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ بابا آم کو چاروں طرف سے اس طرح دبا دیتے تھے کہ جو انسان بھی اُسے مُنہ میں ڈال کر چوسنے کی کوشش کرتا تو آم کا سارا گودا ایک ہی چوس میں منہ میں آجاتا اور وہ گٹھلی اور چھلکے کو فوراً پھینک دیتا۔ بابا نے کیلوں کے چھلکے اُتار کر گودے کو بھگتوں میں تقسیم کیا جب کہ چھلکوں کو بابا نے اپنے لیے رکھ لیا۔ ایک جوتشی کے طور پر مولے شاستری بابا کے ہاتھ کو دیکھنے کا خواہاں تھا اور چاہتا تھا کہ بابا اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں۔ بابا نے اس کی درخواست کو نظر انداز کر کے اُسے چار کیلے دیئے اور رخصت کر دیا۔ مولے نے اشنان کر کے صاف کپڑے پہنے اور یگیہ ہوَن کے کام میں مصروف ہو گئے۔ معمول کے مطابق بابا نے کپڑوں کی تیاری کرتے ہوئے کہا "کچھ گیروے رنگ کے کپڑے لے آؤ آج ہم زعفران کے رنگ کے کپڑے پہنیں گے" کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ بابا کیا کہتے ہیں۔ پھر جب بابا لوٹے اور دوپہر کی آرتی کی تیاری کی جا رہی تھی تو باپو صاحب جوگ نے مولے شاستری سے پوچھا کہ کیا وہ آرتی کے لیے چلیں گے؟ شاستری نے جواب دیا کہ وہ بعد دوپہر بابا سے ملیں گے۔ جلد ہی بابا اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور بھگتوں کے ساتھ اُن کی پوجا اور آرتی شروع ہو گئی۔ تب بابا نے کہا ناسک سے آئے براہمن سے کچھ دکشنا لے

"بھاؤ صاحب ڈھمل" ایک وکیل تھے۔ کسی مقدمے کی پیروری کرنے کے لیے اُن کو نیپھاڑ کی عدالت میں جانا تھا۔ اُدھر جاتے ہوئے وہ شرڈی بھی آئے تاکہ بابا کے درشن کر سکیں۔ درشن کرنے کے بعد اُن کا ارادہ فوراً نیپھاڑ روانہ ہو جانے کا تھا لیکن بابا نے انھیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ انھوں نے انھیں تقریباً ایک ہفتے یا اس سے زیادہ عرصے تک شرڈی میں روکے رکھا۔ اس دوران نیپھڈ گاؤں کے مجسٹریٹ کو پیٹ کے شدید درد کی وجہ سے مقدمے کو ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد ڈھمال کو اجازت دی گئی کہ وہ جا کر اپنے مقدمے کی پیروی کرے۔ یہ مقدمہ کئی مہینے تک چلتا رہا اور اس کو تقریباً چار منصفوں نے سنا۔ بالآخر مسٹر ڈھمال نے کیس جیت لیا اور اُن کا موکل رہا کر دیا گیا۔

شریمتی نمونکر کو اجازت

ناناصاحب نمونکر نمون کے آنریری مجسٹریٹ اور وہیں کے رہنے والے تھے۔ وہ اپنی دھرم پتنی کے ساتھ شرڈی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُن کا زیادہ وقت بابا کے ساتھ دوارکا مسجد میں اُن کی خدمت کرتے گزرتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ اُن کا بیٹا جو بیلا پور میں تھا بیمار پڑ گیا اور شریمتی نمون کر نے بابا کی اجازت لینے کا فیصلہ کیا کہ وہ بیلا پور جا کر بیٹے کو دیکھنے کے ساتھ ہی ساتھ کچھ دنوں کے لیے رشتے داروں کو بھی مل آئے۔ لیکن شری نمون کر کی خواہش تھی کہ اُن کی دھرم پتنی دُوسرے ہی دن واپس آجائے۔ شریمتی نمونکر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے لیکن سائی بابا نے اس کی مشکل کو حل کر دیا۔ شرڈی سے روانہ ہونے سے پہلے شریمتی نمون کر بابا سے اجازت لینے آئیں۔ بابا اس وقت ناناصاحب اور دوسروں کے ساتھ کھڑے تھے۔ شریمتی نمون کر نے اُن کے پاؤں چھو کر اُن سے اجازت مانگی۔ بابا نے اُن سے کہا "جاؤ جلدی جاؤ اور گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آرام سے چار دن تک بیلا پور میں رہو۔ سب رشتہ داروں سے ملو اور پھر واپس شرڈی آجاؤ" بابا کے الفاظ موقع محل

اُن کے کرشموں کی رُوداد اُن کے کانوں تک نہ پہنچ پاتی۔ کچھ لوگوں نے بابا کو دیکھنے کی خواہش ضرور کی تھی لیکن انھیں اُن کی زیارت اُس وقت تک نصیب نہ ہوئی جب تک کہ آپ نے سادھی اختیار نہ کرلی۔ یہاں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھیں بابا کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اگر یہ لوگ اُن کی کہانیاں اعتقاد کے ساتھ سنیں تو ان کی درشن کرنے کی تمنا بہت حد تک پوری ہو سکتی ہے۔ اگر کبھی کسی کو اچانک بابا کی زیارت حاصل ہو جاتی تو پھر وہ زیادہ دیر تک وہاں نہ ٹک سکتا۔ وہ وہاں اتنی ہی دیر ٹک سکتے جب تک بابا انھیں ٹھہرنے کی اجازت دیتے۔ اُن کے کہنے پر انھیں فوراً کمرہ خالی کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ہر چیز کا دارومدار بابا کی مرضی پر تھا۔

کاکا مہاجنی کو جلدی رخصت

ایک بار کاکا مہاجنی ممبئی سے شرڈی آیا۔ وہ کم از کم ایک ہفتہ شرڈی میں قیام کر کے گوکل اشٹمی کے تہوار کا لطف اُٹھانا چاہتا تھا۔ شرڈی پہنچ کر جب اس نے بابا کے درشن کر لیے تو بابا نے اُس سے دریافت کیا کہ وہ کب ممبئی لوٹ رہا ہے۔ وہ اس سوال پر قدرے حیران ہوا لیکن اُسے جواب تو دینا ہی تھا۔ اس لیے اُس نے جواب میں کہا کہ وہ گھر اُس وقت لوٹے گا جب وہ اُسے حکم دیں گے۔ اس پر بابا نے فوراً کہا "کل چلے جاؤ" بابا کے الفاظ پتھر پر لکیر کی طرح تھے ان کی تکمیل کرنا ہی تھی۔ چنانچہ کاکا مہاجنی نے فوراً شرڈی کو چھوڑ دیا۔ جب وہ ممبئی میں اپنے دفتر گیا تو اس نے دیکھا کہ اُس کا مالک بڑی شدت سے ان کا انتظار کر رہا ہے۔ اُس کا منیم اچانک بیمار ہو گیا تھا اس لیے کاکا مہاجنی کی موجودگی وہاں بہت ضروری تھی۔ اس نے اس سلسلے میں کاکا کو شرڈی بھی خط بھیجا ہوا تھا جسے بعد میں وہاں سے واپس ممبئی بھیجا گیا۔

بھاؤ صاحب دُھمال کو جلدی جانے سے رُوکا

ساتواں باب

ایک آفتابِ عالم کی رہبری

[آئیے اب ہیم دیکھیں کہ بابا کس طرح بھگتوں سے پیش آتے تھے اور اُن کی خاطر تواضع کیسے کرتے تھے ۔]

ولی کا منصب

ہم نے دیکھا ہے کہ اس دُنیا میں جب کوئی مقدس وجود نمودار ہوتا ہے تو اس کا مقصد نیکی کی حفاظت اور بُرائی کو ختم کرنا ہوتا ہے، لیکن سادھو سنتوں کا مقصد بالکل الگ ہوتا ہے۔ اُن کے لیے اچھے اور بُرے برابر ہوتے ہیں۔ پہلے وہ گنہگاروں کو راہِ راست پر لاتے ہیں۔ وہ دُنیا کے اس عمیق ساگر سے پار کرانے والے یا سورج کی طرح تاریکی کو دُور کرانے والے ہوتے ہیں۔ خُدا سادھو سنتوں میں بستا ہے۔ حقیقت میں وہ اس سے مختلف نہیں ہوتے۔ ہمارے سائی بابا انھیں میں سے ایک تھے جو دنیا میں صرف اس لیے آئے تھے کہ اپنے چاہنے والوں کا بھلا کر سکیں۔ علم میں سب سے برتر اور مقدس روشنی میں گھرے ہوئے وہ سب سے یکساں طور پر محبت کرتے تھے۔ انھیں کسی سے خاص لگاؤ نہ تھا۔ دوست اور دُشمن، امیر و غریب سب اُن کی نظر میں برابر تھے۔ انھوں نے اپنا سب کچھ اُن پر نثار کر دیا اور وہ ہر وقت بھگتوں کی مدد کے لیے تیار رہتے تھے۔ لیکن اُن کا کوئی چاہنے والا اس وقت تک اُن تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب تک کہ وہ خود ایسا نہ کرنا چاہے۔ بابا کے بھگتوں کی باری اگر نہ آتی تو بابا اُن کو یاد بھی نہ کرتے اور